علم و علمائے دین اور اسلامی تحریکیں

جناب منیر احمد خلیلی صاحب

(۲)

علمِ دین قیادت و سیادت کے لیے معیار رہا ہے

علم نہ رکھنے والوں کے اتباع میں جو فتنے پوشیدہ ہیں انھی کے پیشِ نظر اسلام نے زمامِ قیادت تھامنے، منصبِ امامت و سیادت سنبھالنے اور خلافت کی ذمہ داریاں قبول کرنے والے کے علم و معرفت کو بنیادی اور اہم شرط قرار دیا ہے۔ اِس کی ہمارے فقہا نے وضاحت اور تفصیل پیش کی ہے۔ خلافتِ راشدہ تک فہم و تفقہ اور بصیرتِ دینی معیار رہی اور علم و معرفت ہی فضل و شرف اور اکرام و توقیر کی بنیاد متصور ہوتی رہی۔ بعد میں جب یہ معیار بدل گیا اور یہ بنیاد اُکھڑ گئی تو اُمت انتشار و افتراق میں پڑ گئی۔ ظلم و زیادتی رواج پا گئی اور نظامِ اجتماعی میں سے خیر اُٹھ گیا۔ فتنے اور فساد جنم لینے لگے۔ دین اور دُنیا کی تقسیم کا بیج فرنگی استعمار نے آکر نہیں بویا، صدیوں پہلے مسلمان حکمرانوں نے خود یہ فلسفہ تراشا اور اِسے پھیلایا۔ سُلطان و خلیفہ اور عالم و فقیہ کی دُنیائیں جُدا ہوگئیں۔ سلاطین و خلفاء من مانی کرنے لگے۔ علم اور علمائے دین کو بے وقار اور رُسوا کرنے کی کوششیں اقتدار کے ایوانوں سے ہوتی رہیں۔ فقیہانِ کرام اور علمائے عظام کے لیے بڑی بڑی سنگین سزائیں سرکارِ دربار سے سُنائی گئیں کیوں کہ فقہا اور علمائے حق حکمرانوں کی جاہلانہ حرکات اور خواہشاتِ نفس کے تابع فیصلوں پر مُہرِ تصدیق ثبت کرنے سے انکار کر دیتے تھے۔ علم سے خالی اور معرفتِ کردگار سے

محروم عنان گیروں کے جور و ستم کی داستان ہماری تاریخ کا بڑا المیہ باب ہے۔ ہماری دینی تحریکوں کو اس باب کا مطالعہ اپنے پیرو کاروں کے لیے لازمی قرار دینا چاہیے تاکہ علمِ دین کی حقانیتوں سے بے بہرہ پن کے مفاسد و مفاسد کا صحیح صحیح ادراک ہو سکے اور دینی معارف و علوم کی اہمیت ہمارے دلوں میں بیٹھ سکے۔

علمِ دین کی اہمیت و فضیلت —— کتاب اللہ اور احادیث نبوی کی روشنی میں

سید قطب شہید اپنی شہرۂ آفاق تفسیر فی ظلال القرآن جلد پنجم میں ایک مقام پر علم کے موثرات اور وظائف بتاتے ہیں۔ "علم حق معرفت و ادراک کا نام ہے۔ یہ چشم کشا اور بصیرت افروز ہوتا ہے۔ عالمِ موجودات کے ساتھ حقائقِ ثابتہ کا تعلق قائم کرتا ہے۔ یہ علم ذہن میں اُلجھاؤ اور فکر میں ژولیدگی پیدا کر دینے والی منتشر ایسی معلومات پر مشتمل نہیں ہوتا جن کا کائناتِ وسیع کے حقائق سے کوئی رشتہ نہ ہو اور جو معلومات محسوسات و ظواہر سے آگے دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ علم حقیقی اور روشن معرفت کا راستہ رب کی فرماں برداری کی طرف لے جاتا ہے۔ اس سے دل میں احساس و شعور کی شمعیں روشن ہوتی ہیں۔ آخرت کے خوف سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اللہ کے فضل و رحمت سے آگاہی نصیب ہوتی ہے۔ یہ علم اللہ سے لو لگانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ایسی لو جس کے لگنے کے بعد خوفِ الٰہی سے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں۔ عقل و شعور کو جلا ملتی ہے۔ یہ علم ہو تو اُس شے سے صحیح فائدہ اُٹھانے کی صلاحیت پیدا کر دیتا ہے جو انسان دیکھتا ہے یا جسے سُنتا ہے یا تجربے میں لاتا ہے۔ یہ علم چھوٹے چھوٹے مشاہدات سے گزارتا ہوا آگے عظیم اور ابدی حقائق تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ لوگ جو بکھرے ہوئے تجربات اور مشاہدات کے حدود ہی تک رُک جاتے ہیں۔ اور اُن کی نگاہ اِن سے آگے نہیں جاتی۔ وہ معلومات اکٹھی کرنے والے تو ہو سکتے ہیں عالم نہیں کہلا سکتے۔"

دینی تنظیموں اور اسلامی تحریکوں میں محض معلومات اکٹھی کرنے والے بھی بار پا جائیں، اس سے بھی نیچے فقط کتاب خوانوں کو بھی پذیرائی ملے، بلکہ وہ لوگ جو

علم و کتاب اور معرفت کے خزانوں سے سرے سے دلچسپی نہ رکھتے ہوں ۔ وہ اپنی چرب زبانی اور چابکدستی سے اہمیت پا جائیں ۔ ذمہ داریوں اور مناصب کے مستحق اور حامل ٹھہرنے لگیں اور صاحبانِ علومِ حقیقی پچھلی صفوں میں دھکیل دیے جائیں تو یہ نتائج کے اعتبار سے بڑی مہلک روش ہوگی ۔ یہ لوگ جو علمی اشتغال رکھتے ہیں، حقیقتاً انبیاء کے وارث ہیں ۔ ان کی فوقیت و فضیلت قرآن و حدیث میں پوری صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"تم میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا ۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ کو اس کی خبر ہے ۔" (المجادلہ - ۱۱)

اسی طرح سورۃ الزمر آیت ۹ میں فرمایا :

"ان سے پوچھو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہو سکتے ہیں، نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی قبول کرتے ہیں ۔"

جاننے والے یعنی عالم کی یہ خصوصیت کتابِ حکیم میں بیان ہوئی ہے کہ وہ مطیعِ فرمان ہوتا ہے، رات کی گھڑیوں میں کھڑا رہتا ہے اور سجدے کرتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت سے امید لگاتا ہے ۔ اس کا یقین ہوتا ہے کہ یہ کائنات بے مقصد نہیں پیدا کی گئی ۔ وہ اللہ کی نشانیاں دیکھ کر ان سے نصیحت پکڑتا اور سبق حاصل کرتا ہے ۔ وہ قرآن کی آیات اور مظاہر و مناظرِ فطرت پر جتنا غور کرتا ہے، اس کا ایمان اتنا ہی بڑھتا ہے ۔

احادیثِ نبوی جن میں علم اور علماء کے فضائل اور عظمت بیان کی گئی ہیں، تعداد میں اتنی زیادہ ہیں کہ ان سب کا یہاں درج کرنا طوالت کے ڈر سے ممکن نہیں، تاہم خلاصے کے طور پر کچھ اہم باتیں درج کرنا ضروری خیال کرتے ہیں : ۔ اللہ تعالیٰ جسے خیر سے نوازنا چاہتا ہے اسے علم و معرفت اور فہم و تفقہ دے دیتا ہے، اس کی راتیں

بخت، صائب اور اُس کا مشورہ راست اور درست ہوتا ہے۔ منزل کی سمت اور راستے کے حالات، سفر کے تقاضے وہ سب جانتا ہے۔ سفر کے نتائج و اثمار اور ضروریات و مقتضیات کا صحیح اور حقیقی درک رکھتا ہے۔

عبادت میں سے احسن و افضل عبادت تعلّم و تفقہ ہے اور دین کا اہم اور مقبول ترین جزو ورع ہے۔ علم کی راہ جنت کی راہ ہے، نجات و فلاح کی راہ ہے۔ عالم کے لیے کائنات کی ہر چیز یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں بھی مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔ عالم کو عابد پر وہی فضیلت و برتری حاصل ہے جو چاند کو ستاروں پر ہے۔ علم انبیاء کا ورثہ ہے، انبیاء درہم و دینار ورثے میں چھوڑ کر اس دُنیا سے نہیں جاتے۔ اُن کی چھوڑی ہوئی متاع تو یہی علم ہے، جو اسے حاصل کرے وہ خوش نصیب ہے۔

علم کا سیکھنا خشیت ہے، اُس کی طلب عبادت، اس کا دُہرانا اور یاد رکھنا تسبیح اور علمی مباحث پر غور و فکر کرنا جہاد ہے۔ جو نہ جانتا ہو اُسے سکھانا صدقہ ہے۔ اہل اور قابل تک علم پہنچانا تقربِ الٰہی کا باعث بننے والی نیکی ہے۔ کیونکہ اس سے حلال و حرام کی پہچان ہوتی ہے۔ علم اہلِ جنت کی راہیں روشن کرتا ہے۔ دہشت اور پریشانی میں علم رفیق اور اجنبیت میں ساتھی ہے، تنہائی میں ہمکلام اور مشکلات و مصائب میں سہارا بنتا ہے۔ دُشمن کے خلاف کارگر ہتھیار اور دوستوں کی محفل میں زینت و زیور ہے۔ اللہ تعالیٰ علم کے ذریعے اقوام کو اُٹھاتا اور اُنہیں قیادت اور رہبری کے منصب پر فائز کرتا ہے ـــــ علم قلب کو جہالت کی موت سے بچاتا اور زندگی بخشتا ہے۔ آنکھوں کو منوّر کر کے ظلم کے کانٹوں سے بچنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ بندہ علم کے ذریعے اخیار اور صلحا کی منزلوں کو پا لیتا ہے۔ دُنیا اور آخرت دونوں میں علم سے اُونچے مرتبے حاصل ہوتے ہیں۔

علم میں تفکر صیام اور اسے دُہراتے رہنا قیام کا بدل بنتا ہے۔ یہ صلہ رحمی

(باقی بر صفحہ ۳۳)